مدیر کے نام

قاسم ہاشمی 'سرگودھا

'فریضۂ زکوٰۃ کی ادائیگی' (ستمبر ۲۰۰۸ء) برمحل اور اہم تحریر ہے، تاہم مقدارِ نصاب کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کی مدات کا تذکرہ ہوتا تو تحریر زیادہ مفید ہوجاتی اس لیے کہ زکوٰۃ دیتے ہوئے لوگ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ کہاں زکوٰۃ لگتی ہے اور کہاں نہیں۔ اسی طرح زکوٰۃ صرف رمضان میں دینے کا رجحان بھی توجہ طلب ہے۔ اس کی وجہ سے ضرورت مندوں کو سارا سال دقت پیش آتی ہے اور بہت سے مفید کام اور خدمتِ خلق کے منصوبے بھی متاثر ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر رشید احمد 'ملتان

'امریکی حملے کا اندیشہ' (اگست ۲۰۰۸ء) ایک بروقت تحریر تھی۔ شمالی اور جنوبی وزیرستان وہ علاقہ ہے جہاں حاجی صاحب تُرنگ زئی اور فقیر اپی نے برطانوی استعمار کے خلاف زبردست مزاحمت کی تھی۔ مذکورہ مضمون میں فقیر اپی کو 'فقیر آف اے پی' (ص ۲۷) لکھا گیا ہے جو درست نہیں۔ اس سے یہ تاثر اُبھرتا ہے کہ اے پی (A.P) کسی انگریزی لفظ کا مخفف ہے۔ حالانکہ درحقیقت اپی ایک مقام کا نام ہے جو فقیر اپی حاجی میرزلی خان کا مسکن تھا۔

'مابعد جدیدیت کا چیلنج اور اسلام' (جولائی، اگست ۲۰۰۸ء) میں اسلامی فکر کے احیا کے لیے جن مثبت مواقع کی نشان دہی اور جس چیلنج کا اظہار کیا گیا ہے وہ مابعد جدیدیت سے پیدا ہونے والے خلا کا فوری جواب مانگتا ہے۔ کیا دنیاے اسلام کی اسلامی تحریکیں اس چیلنج کا جواب دینے کی اہلیت رکھتی ہیں یا بات صرف نعروں تک ہی محدود ہے؟ خاص طور پر پاکستان کی تحریکِ اسلامی ___ ہم سب کے لیے یہ ایک بڑا سوالیہ نشان ہے!

محمد زمان بٹ 'فیصل آباد

'پیپلز پارٹی کی حکومت کے ۱۰۰ دن' (اگست ۲۰۰۸ء) میں پروفیسر خورشید صاحب نے حکومت کا پوسٹ مارٹم کرنے میں کوئی پہلو تشنہ نہیں رکھا۔ مغرب کی آنکھوں کے خار ترکی اور سوڈان کے متعلق 'اب سوڈان اور ترکی میں حکمران جماعت پر پابندی' میں موجودہ صورت حال پر خوب روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے علاوہ 'دشمن کا نام ہونا چاہیے' سے امریکا کے دانش وروں کی اسلام کے بارے میں اپنی مکروہ خواہشات کا برملا اعلان مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے۔ میری استدعا ہے کہ ایسے چشم کشا مضامین کثیرالاشاعت اخبارات میں ضرور شائع ہونے چاہییں تاکہ وسیع تر حلقے کو اسلامی ممالک خصوصاً امریکا کے ٹارگٹ ممالک کے

حالات سے کچھ شناسائی ہو اور وہ جان سکیں کہ کس طرح امریکا مغرب کی مدد سے ہمارے گرد ایک جال پھیلا کر ہمیں تباہ کرنا چاہتا ہے۔ علاوہ ازیں 'مابعد جدیت کا چیلنج اور اسلام' علمی لحاظ سے اسلامی تحریکوں اور مسلمان دانش وروں کے لیے ایک فکرانگیز لائحہ عمل اختیار کرنے کی ایسی دعوت ہے جس پر اسلامی تحریکات کو ضرور غور کرنا چاہیے۔

ڈاکٹر رحمت الٰہی، اسلام آباد

اخبارات میں آئے روز بھوک، افلاس اور فاقوں کے ہاتھوں تنگ آکر خودکشی کرنے کی خبریں شائع ہوتی ہیں۔ لوگ اپنے ہاتھوں اپنے بچوں کے گلے گھونٹ رہے ہیں، قتل کر رہے ہیں۔ دل لرز کر رہ جاتا ہے کہ لوگ مسلمان معاشرے میں بھی خودکشی جیسی حرام موت کے مرتکب ہونے لگے ہیں اور کوئی ان کا پرسانِ حال نہیں۔ یہ معاشرتی انتشار کی بھی علامت ہے اور ہم سب کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔ ہمیں آگے بڑھ کر اس مسئلے کے حل کے لیے سنجیدگی سے عملی اقدامات اٹھانے چاہییں۔ عام لوگوں کے دکھ درد کا مداوا کرنے کی فکر کرنی چاہیے اور مصیبت جھیلنے کے لیے انھیں بے دست و پا، لاچار و بے بس اور تنہا نہ چھوڑ دینا چاہیے کہ وہ مایوس ہو کر زندگی ہی ہار جائیں۔ میرے نزدیک جہاں کہیں بھی خودکشی کا کوئی ایسا واقعہ پیش آتا ہے اس کی ایک طرح سے ذمہ داری اردگرد کے جماعت اسلامی کے کارکنان پر بھی آتی ہے۔ الخدمت کمیٹی کے ممبران کو اپنے محلے اور گردونواح میں عوام کے مسائل سے آگاہ ہونا چاہیے۔ یہ ان کی اخلاقی اور منصبی ذمہ داری کا اہم ترین تقاضا ہے۔ عوامی تائید کے بغیر انقلاب ممکن نہیں۔ پرسانِ حال لوگوں کی حالت بدلنے پر زیادہ وسائل لگائے جائیں تو انقلاب کی منزل جلد قریب آسکتی ہے۔

عائشہ احمد، لاہور

'او- لیول کی اسلامیات میں فرقہ واریت' (جولائی ۲۰۰۸ء) میں فاضل مضمون نگار سلیم منصور خالد نے کچھ زیادہ ہی حساسیت کا مظاہرہ کیا ہے۔ دیکھنے کی بات یہ ہے کہ ایک ۱۵ سال کا بچہ جو اولیول میں قدم رکھتا ہے وہ اس بات سے واقف ہے کہ وہ کس فرقے سے تعلق رکھتا ہے، وہ سُنّی ہے یا شیعہ۔ ۱۵ سال کا بچہ نہ تو کم سن ہے اور نہ کم فہم۔ میڈیا نے آج کے بچوں کو پہلے سے ہی بہت کچھ سکھا دیا ہے۔ فرقہ واریت ایک نہایت عام موضوع ہے۔

رمضان میں افطار کے اوقات میں باقاعدہ فقہ جعفریہ اور حنفیہ کے اوقات بتانا بھی فرقہ واریت کی مثال ہے۔ وہ بچہ جو پہلی بار روزہ رکھتا ہے، اُسے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنا روزہ کس فقہ کے مطابق افطار کرنا ہے۔ جیو پر نشر کیے جانے والے مشہور پروگرام 'عالم آن لائن' اور 'الف' فقہ جعفریہ اور فقہ حنفیہ کے علیحدہ علیحدہ علما آکر اپنے فقہ کی تعلیم دیتے ہیں۔ یہ کام والدین کا ہے کہ وہ اپنے بچے کو اپنے فقہ کے مطابق تعلیم